مسلک اہلحدیث کا داعی اور ترجمان
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور پاکستان
جلد ۳۵
۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ
جمعۃ المبارک
۲ مارچ ۱۹۸۴ء
شمارہ ۳۱
مندرجات
اداریہ ۳
ثمرات ایمان (درس قرآن) ۴ - ۵
بنک سے تعاون اور اس کے سود کا شرعی حکم ۶ - ۹
میاں نذیر حسین دہلوی اور مسئلہ جانشینی ۱۰ - ۱۱
محمدی صراط مستقیم ۱۲ - ۱۴
سعودی عرب کے خلاف واویلا کیوں؟ ۱۵ - ۱۷
تبصرہ کتب ۱۸ - ۱۹
اطلاعات و اعلانات ۲۰ - ۲۳
محمد عطاء اللہ حنیف
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری ایم اے
سالانہ — ۵۰ روپے
فی پرچہ — ۵۰/۱ روپیہ

پاکستان اہل حدیث کانفرنس ماموں کانجن

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی چودھویں سالانہ عظیم الشان تبلیغی و تعلیمی اہلحدیث کانفرنس مورخہ ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۸۴ء جمعہ، ہفتہ، اتوار سابقہ روایات کے مطابق پوری شان و شوکت سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بھر سے جید علماء کرام، محدثین عظام، زعمائے ملت، قائدین۔ دانشور، سیاسی اکابر، ادبا، شعراء، طلباء، فضلاء، قراء، مبلغین بھاری تعداد میں شرکت فرما رہے ہیں۔ نیز سعودی عرب، مصر، متحدہ امارات اور بھارت سے بھی نامور اہل علم کی شرکت متوقع ہے۔ صدر کانفرنس مجلس استقبالیہ کے عہدہ دار اور دیگر تفصیلات آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں:-

ناظم: محمد اسلم سیف فیروزپوری ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

دو علمی شاہکار

التمہید
لما فی الموطا من المعانی والاسانید (عربی)

تالیف: امام ابن عبدالبر اندلسی رحمہ اللہ

بظاہر مؤطا کی شرح لیکن حقیقت میں فقہ الحدیث کا جامع اور بے نظیر انسائیکلوپیڈیا بقول امام ابن حزم [illegible] بہتر تو کجا اس کے پائے کی بھی کوئی دوسری کتاب اس موضوع پر نہیں۔ کچھ عرصہ قبل یہ کتاب مراکش میں طبع ہونی شروع ہوئی جس کی اس وقت تک دس جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ہم نے وہ دس جلدیں بیک وقت نہایت اعلیٰ کاغذ اور خوبصورت مضبوط جلدوں میں طبع کی ہیں جو کاغذ اور جلد میں بہرحال اصل سے زیادہ معیاری ہیں۔ کتاب تھوڑی تعداد میں شائع کی ہے اس لیے فوراً خریدنے کی کوشش کیجئے۔ قیمت مجلد دس جلد /۱۳۵۰۔

● دکانداروں اور اپنے خاص احباب کو خاص رعایت ہوگی ●

ابجد العلوم (عربی)

تالیف: نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ

علوم کی تاریخ پر اپنی نوعیت کی منفرد کتاب جس کے بعد اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔

یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی۔ یہ ایڈیشن خوبصورت ٹائپ میں تین جلدوں میں موجودہ دور کے ذوق کے عین مطابق شائع کیا گیا ہے ● آفسٹ اعلیٰ کاغذ ● خوبصورت جاذب نظر مضبوط جلد ● تین جلدوں میں کامل سیٹ۔ قیمت /۳۰۰ روپے

مکتبہ قدوسیہ۔ اہل حدیث مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار ● لاہور

طابع: چوہدری عبدالباقی نسیم ● ادمنی پرنٹرز لاہور ● ناشر: محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت: شیش محل روڈ لاہور

جلد ۳۵
شمارہ ۳۱

ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور

۲۸ جمادی الاولیٰ
۱۴۰۴ھ
۲ مارچ ۱۹۸۴ء

فنونِ لطیفہ کے نام پر رقص و سرود کا طوفان

کچھ علاج اس کا بھی ....

پاکستان کے قیام کا مقصد "اسلام کا نفاذ" بیان کیا گیا ہے۔ اور کلمہ طیبہ کو پاکستان کے مفہوم کا نعرہ بنایا گیا ہے۔ مگر اس مقصد اور مفہوم کو جس طرح سبوتاژ کیا گیا وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یوں تو زندگی کے تمام شعبوں میں ہی اسلام کا منہ چڑایا جا رہا ہے اور پاکستانی قوم جس دھڑلے سے اسلام کی توہین کی مرتکب ہو رہی ہے اس کی مثال کسی اور ملک و قوم میں نہیں ملتی مگر سب سے افسوسناک صورتِ حال ہمارے نصاب تعلیم کی ہے قطع نظر اس سے کہ یہاں گزشتہ چھتیس سال کے طویل عرصے میں قومی زبان (اردو) کو سرکاری دفاتر میں رائج نہیں کیا جا سکا۔ اور سکولوں اور کالجوں میں بھی بدستور انگریزی کی بالادستی ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے نصاب تعلیم میں انگریزی دور کے مضامین تک میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ فنونِ لطیفہ کے نام سے مصوری، سنگ تراشی، موسیقی اور رقص تک کی تعلیم ہمارے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے اور ان پر باقاعدہ ڈگریاں دی جاتی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ یہ چاروں چیزیں اسلام میں قطعی طور پر ممنوع ہیں۔ اور ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سخت امتناعی احکام موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ دن رات اسلام کا واویلا مچانے والے اور عشقِ رسول کے ڈھول پیٹنے والے ان تمام خرافات کو نہ صرف سینے سے لگائے بیٹھے ہیں بلکہ ان کی ترقی میں کوشاں ہیں۔ خود حکومت جو اسلام کے دعوے میں دنیا بھر سے نیک نامی کا تمغہ وصول کئے بیٹھی ہے، اندرونِ خانہ ان غیر اسلامی افعال کی سرپرستی کرتی ہے مصوروں، سنگ تراشوں، موسیقاروں اور رقاصوں کو انعامات اور میڈلوں سے نوازتی ہے۔ اور ترقی یافتہ اقوام میں شمار ہونے کی دھن میں "تجربات" پر سرکاری رقوم یعنی قومی خزانے کو بے دریغ ضائع کیا جا رہا ہے۔

ملک بھر میں مصوری اور موسیقی کا تو ایک طوفان برپا ہے۔ تصاویر کی بڑے پیمانے پر نمائشیں منعقد ہوتی ہیں اور ان "فن پاروں" کے قدردان لاکھوں روپیہ اس شوقِ فضول کی سرپرستی میں ضائع کرتے ہیں اور کسی کو یہ خیال تک نہیں گزرتا کہ ہم اپنے "ہادی برحق" کے احکام و فرامین کی "نافرمانی" کس ڈھٹائی سے کر رہے ہیں۔ موسیقی نے یہاں تک ہوا باندھی ہے کہ بے ہودہ فلمی گانوں اور ہر قسم کے نغموں کی کیسٹیں بازاروں میں دن رات سنائی

(باقی ۲۳ پر)

درسِ قرآن (۳)

مولانا عبدالمعید سلفی، بنارس، ہند

ثمراتِ ایمان

گزشتہ دو شماروں میں صحیح ایمان کے شرائط کی وضاحت کی گئی تھی۔ مذکورہ شرائط کو پورا کرنے کے بعد بندۂ مومن کی یہ حقیقت ہوتی ہے کہ وہ افراط وتفریط کی ساری گمراہیوں سے بچ کر اعتدال وتوازن حق وانصاف (قسط) کی ڈگر پر لگ جاتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران: ۱۸)

"اللہ نے خود گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور تمام اہلِ حق انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں"

بندۂ مومن جب صراطِ مستقیم پر چل پڑتا ہے تو پھر اس پر فتوحاتِ ربانی کے دروازے کھل جاتے ہیں، اس کا ایمان اُسے اللہ سے چمٹا دیتا ہے۔ وہ درِ کبریا کو چھوڑ کر اپنی جبینِ عقیدت کو آوارگی سے بچا لیتا ہے۔ دین کے فہم وشعور کا معاملہ ہو، دین پر کاربندی کا مسئلہ ہو، احتیاجات مانگنے کا مسئلہ ہو، کسی مسئلے میں وہ اللہ کی چوکھٹ کو چھوڑ کر انسان کے دامنِ تنگ میں پناہ لینا گوارا نہیں کرتا۔ اس فداکاری کے جذبے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے سایۂ رحمت میں آجاتا ہے اور فضلِ ربانی سے شادکام ہوتا ہے۔ اُسے اللہ کی یافت نصیب ہوتی ہے۔ اس کی صراطِ مستقیم اور منزلِ مقصود کی طرف راہ نمائی کی جاتی ہے۔ وہ پھر ادھر اُدھر بھٹک نہیں سکتا۔

زندگی کے فتنوں سے بچنے کے لئے کامیاب نسخہ اللہ سے چمٹ جانا ہے۔ اللہ سے چمٹنے کا مطلب ہے کتاب وسنت کا دامن مضبوطی سے تھام لینا یہی تمام مشکلات کا علاج ہے۔ یہی نسخہ صحابہ کرام رضہ کو رسول اکرمؐ نے بتلایا تھا۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو چھوڑ کر جب لوگ علماء ومشائخ مفکرین اور دانشوروں کی طرف رجوع کرنے لگے تو نئے نئے مسائل اُٹھ کھڑے ہوئے اور اسلام کو کچھ سے کچھ بنا ڈالا گیا۔ کامل اور صحیح ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے چمٹ کر اس کی رحمت کا سزاوار بنا جائے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (النساء: ۱۷۵)

"جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اُس سے چمٹ گئے اللہ انہیں فضل ورحمت میں داخل کرے گا اور انہیں اپنا سیدھا راستہ دکھلائے گا"

صحیح ایمان کا تقاضا ہے استقامت، مومنِ کامل کو استقامت نصیب ہوتی ہے۔ وہ اپنے عقیدہ میں ایسا پختہ ہو جاتا ہے کہ گردابِ حوادث، موجِ فتن، شیطانی فتنہ سامانیاں، ہوا وہوس کی جلوہ طرازیاں اسے راہِ حق سے ہٹا نہیں سکتیں۔ عقیدہ میں استقامت ایمان کی ایسی عظیم منزل ہے کہ اس منزل میں فرشتے مومن کے لئے سامانِ تسلی ونصرت بن کر اُترتے ہیں۔ اس کے حزن وملال اور خوف ودہشت کا مداوا بن جاتے ہیں، مومن کا احساسِ ضعف وناتوانی کافور ہو جاتا ہے۔ اسے جنت کی بشارت ملتی ہے۔ دنیا وآخرت میں فرشتے اس کے دوست بن جلتے ہیں۔ غمِ حیات برداشت کرنے کا صلہ اسے اللہ کی مہمانی نصیب ہوتی ہے۔ اور اپنی مَن پسند نعمتوں سے شادکام ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ

فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۔ (۳۲ : حٰمٓ السجدہ)

"جنہوں نے کہدیا ہمارا رب اللہ ہے، پھر جم گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور فرماتے ہیں) نہ ڈرو نہ غمگین ہو، اس جنت کی بشارت لو جس کا تم سے وعدہ تھا، ہم دنیا و آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ تمہیں جنت میں وہ سب کچھ ملے گا جس کی تمہاری طبیعت خواہشمند ہوگی اور جنت کے اندر وہ سب تمہارا ہوگا جو تم چاہو گے، بطور ضیافت خطابخش و کرم فرما ذات کی طرف سے۔"

استقامت کا مطلب صرف یہی نہیں ہے۔ حق پر قائم رہنا بلکہ استقامت میں یہ بھی داخل ہے کہ بیانِ حق میں قرآن و سنت کا جو طریقہ ہے اس سے بھی سرمو تجاوز نہ کیا جائے۔ ورنہ پھر لوگوں کے ذوقیات میں اسالیب منطق کی آمیزش ہوجائے گی۔ پھر حق نہ واضح و خالص رہے گا نہ حق پر استقامت ممکن ہوگی۔

ایمانِ کامل جب دلوں میں انگڑائی لیتا ہے تو انسان سارے رشتوں کو توڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے معراجِ کمال پر جا پہنچتا ہے۔ اگر ایک مومن اپنے ایمان میں اس بلند مرتبے تک نہ پہنچ سکے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا ایمان صحیح نہیں۔ ابھی اس کے ایمان میں نقص رہے۔ ایمانِ کامل کا مطالبہ یہ ہے کہ دنیا کے سارے رشتے محبتِ اللہ اور رسول پر قربان کر دئے جائیں۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَ تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (التوبہ : ۲۴)

"آپ کہدیں اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان، تمہارے حاصل کردہ اموال تمہاری تجارت جس کے خسارے کا تمہیں ڈر ہے تمہاری پسندیدہ رہائش گاہیں، اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو اس وقت کا انتظار کرو، جب اللہ اپنا فیصلہ نافذ کردے۔ اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا"

یہ ہے کامل ایمان کا مطالبہ، اگر یہ مطالبہ پورا نہیں ہوتا تو پھر ایسا صاحب ایمان مومن نہیں بلکہ وہ فسق کرتا ہے۔ دنیا کی محبوب ترین چیزیں رشتہ، ناطہ، خاندان، مال، دولت، کوٹھیاں ہیں۔ یہ ساری محبوب ترین چیزیں مومن کی قوتِ ایمانی کے سامنے بے وقعت ہوتی ہیں۔ اس کے ایمان و عقیدہ کی طاقت محبتِ الٰہی کو تمام محبتوں پر غالب کردیتی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ : ۶۵)

"جو لوگ ایمان لائے انہیں اللہ سے سب سے زیادہ محبت ہے"

صحیح ایمان

جب مومن کے اندر رچ بس جاتا ہے تو اس کے دل و دماغ کو ذکرِ الٰہی کی بھوک لگتی ہے۔ جب اس کی زبان اللہ کی یاد سے زمزمہ سنج ہوتی ہے اور اس کے ریشے ریشے میں یادِ الٰہی کی خنکی اتر جاتی ہے تو مومن کو اطمینان و سکون نصیب ہوتا ہے وہ تعلق باللہ سے فیضیاب ہوتا ہے تو اسے قرار آتا ہے۔ اس کی زندگی کی ضرورتوں کی رصدگاہ یادِ الٰہی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (الرعد ۲۸) "جو لوگ کہ ایمان لائے ان کے دل یادِ الٰہی سے مطمئن ہوتے ہیں اور آگاہ رہو دل یادِ الٰہی سے ہی مطمئن ہوتے ہیں"

(باقی)

بحث و نظر
(قسط ۲)

مولانا برہان الدین سنبھلی ۔ استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ

بینک سے تعاون اور اس کے انٹرسٹ (سود) کا شرعی حکم؟

بینکوں کا سارا نظام سود پر چلتا ہے

جیسا کہ اوپر کی سطروں میں ذکر آیا اور یوں بھی وہ ایک معلوم واقعہ ہے کہ بینک کا جو نظام ساری دنیا میں اس وقت رائج ہے وہ اصلاً سود کی بنیاد پر قائم ہے۔ (بجز اُن چند اسلامی بینکوں کے کہ جن کا قیام ابھی کچھ مدت پہلے بعض اسلامی ملکوں میں ہوا ہے۔ جس کا ہیڈ کوارٹر جدہ میں "البنك الاسلامی للتنمية" کی عظیم الشان بلڈنگ ہے۔)

بینک کے "ضرورت" بن جانے کے بعد شریعت کا حکم

بینکنگ سسٹم موجودہ اقتصادیات بلکہ تمدن کی ایسی ناگزیر ضرورت بن گیا ہے جس سے کوئی مفر نہیں نظر آتا۔ چنانچہ اب صورتِ حال یہ ہے کہ نہ صرف تجارت و معاملات کے لئے بینک کا واسطہ ضروری ہے بلکہ "حج" جیسے مقدس فریضے کی ادائیگی کے لئے جہازوں کے کرایہ وغیرہ کی رقمیں بھی بینک کے ہی توسط سے ادا اور وصول کی جاتی ہیں۔ یعنی آج فرائض کی ادائیگی بھی بینک سے رابطہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ دریں صورت بینک کے توسط کو بیک جنبش قلم (سود لینے دینے، یا سُودی لین دین پر اعانت کرنے کی علت سے) حرام قرار دینا نہ صرف تجارت و معاملات بند کردینے، بلکہ فرائض کی ادائیگی سے محروم کردینے کا بھی باعث ہوگا، جو ظاہر ہے ایسے دین کا حکم نہیں ہوسکتا جس کی خصوصیت[۱] ہی یسر، سہل اور سمح بتائی گئی ہے اور جس میں "الحرج مدفوع" اور "المشقة تجلب التيسير[۲]" کو اصل کا درجہ دیا گیا ہے۔ اور یہ اصل قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے براہ راست ثابت ہے۔

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ

(المائدہ ۔ ۶۱) "(آخری خدائی) دین میں تم پر تنگی روا نہیں رکھی گئی ہے"

۱؎ بعض لوگ بینک کے نظام کو سودی نہیں بلکہ تجارتی منافع پر مبنی قرار دیتے ہیں لیکن ادھر نصف صدی کے اندر اس موضوع پر اس قدر بحث ہوچکی ہے، اُردو زبان میں بھی اتنا لٹریچر آگیا ہے کہ مزید اضافے کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے اور علمائے حقانی کی کثیر تعداد نے دلائل سے ثابت کردیا ہے کہ یہ "سُود" ہی ہے۔ منافع نہیں۔ اور اب اسی پر سارے عالم کے تقریباً تمام اہل حق کا اتفاق ہے۔

۱؎ یُسر، سَہل، سَمح یہ سب الفاظ حدیث میں دین اسلام کی صفت کے طور پر آئے ہیں، سب کا مفہوم قریب قریب ایک ہی ہے یعنی آسان۔

۲؎ مشہور فقہی قاعدہ ہے جس کا مطلب ہے کہ "جب کسی کام میں مشقت ہوتی ہے تو شریعت کی طرف سے اس میں سہولت مل جاتی ہے" (تفصیل آگے آرہی ہے)

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرۃ - ۱۸۵)

"اللہ تعالےٰ تمہارے بارے میں آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا۔"

اَلدِّيْنُ يُسْرٌ (سنن بیہقی بحوالہ جامع صغیر)

"(خدا کا آخری) دین آسان ہے۔"

بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ

"(اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مجھے سیدھا اور آسان دین لے کر بھیجا گیا ہے۔"

علامہ سیوطی نے ان احادیث کے علاوہ اور بھی متعدد حدیثیں حوالوں کے ساتھ نقل کی ہیں [1]

"ضرورت" اور "مشقت" کسے کہتے ہیں؟

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہونا قدرتی ہے کہ مشقت اور حرج کی وہ کونسی قسمیں مراد ہیں جن کی وجہ سے سہولت حاصل ہوتی ہے؟ کیا معمولی سی تکلیف یا تھوڑا سا مالی نقصان بھی مشقت و حرج کی اس قسم میں داخل ہے؟ اگر ایسا عموم مراد لیا جائے تو پھر کوئی حکم بھی قابل عمل یا واجب العمل نہ رہنا چاہیئے کیونکہ شریعت کا کوئی حکم بھی اس طرح کی مشقت سے خالی نہیں ملے گا۔ یہ واقعہ ہے کہ بہر حال شرعی احکام کی تعمیل میں کچھ نہ کچھ تکلیف ضرور ہوتی ہے اور اس سے تھوڑا بہت حرج بھی لازماً ہوتا ہے (یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ شرعی احکام کی بندوں پر تعمیل ضروری ہونے کو تکلیف ہی کہا جاتا ہے) اس لئے یہ مفہوم تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اگر تھوڑی بہت تکلیف بھی کسی حکم شریعت کی تعمیل میں ہو تو وہ حکم مرتفع ہو جائے گا اور اس کی تعمیل ضروری نہ رہے گی کیونکہ اس مفہوم کے لینے سے تو انبیاء کا لایا ہوا ساری

[1] دیکھئے: "الاشباہ والنظائر" للسیوطی (القاعدۃ الثالثۃ)

دینی نظام ہی معطل اور لغو قرار پائے گا۔ بلکہ شریعت اور شرعی احکام وغیرہ الفاظ بے معنی ہو کر رہ جائیں گے، اس لئے یہ جاننا ضروری ہو گیا کہ حرج اور مشقت سے وہ کونسی دشواری یا تکلیف مراد ہے جس کی وجہ سے شرعی احکام میں رعایت مل جاتی ہے اس کا فیصلہ کرنے کے لئے براہ راست اجتہاد کرنے اور تمام متعلقہ نصوص کا جائزہ لینے کے بجائے ہم ان حضرات کے کلام و تحقیق سے فائدہ اٹھالیں تو مناسب ہوگا جن کی عمریں اسی غور و فکر میں صرف ہوئیں۔ اور جو (وسعت علمی کے ساتھ مقصد میں انہماک، غور و فکر کی گہرائی نیز تدین و تقویٰ میں اتنے بلند مقام ہیں کہ ہم جیسے پست قامت اس بلندی کا اندازہ بھی ٹھیک سے نہیں لگا سکتے، ہماری مراد فقہائے کرام رحمہم اللہ سے ہے، چنانچہ یہاں ایسے ہی بعض رفیع المرتبہ حضرات کا کلام پیش کیا جا رہا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور فقیہ ابن النجیم مصری نے "الاشباہ والنظائر" نامی کتابوں میں "مشقت" کی بنیادی طور پر دو قسمیں بتائی ہیں۔

(۱) عموماً جس سے کوئی عبادت خالی نہیں ہوتی۔

(۲) جو عبادتوں میں عموماً نہیں پائی جاتی۔

کونسی "مشقت" تخفیفِ حکم کا سبب بنتی ہے؟

پہلی قسم اسقاطِ حکم میں قطعاً غیر مؤثر ہے یعنی اس کی وجہ سے کوئی تخفیف نہیں ہوگی۔ دوسری قسم کی پھر ذیلی کئی صورتیں ہیں (یا کئی درجے ہیں)

(۱) مشقتِ عظیم: یعنی جس میں جان کی ہلاکت یا کسی عضو کے تلف ہونے کا خطرہ ہو، اس صورت میں بہر حال اصل حکم میں تخفیف ہو جائے گی۔ کیونکہ جان کی حفاظت (اسی طرح اعضاء کی) مقدم ہے۔

(۲) مشقتِ خفیفہ: یعنی جس میں کوئی خاص مشقت و دشواری نہ ہو (مثلاً انگلی میں معمولی درد) اس قسم کی مشقت

کی وجہ سے حکم شریعت میں تخفیف نہ ہوگی۔

(۳) مشقت متوسطہ: یعنی جو نہ عظیم جیسی مہلک ہو، اور نہ خفیفہ جیسی معمولی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ مشقت عظیمہ سے اقرب ہو تو موجب تخفیف ہوگی اور خفیفہ سے اقرب ہو تو اصل حکم میں تخفیف نہ ہوگی [۱]

ایک دوسرے موقع پر اسباب رخصت و تخفیف بیان کرتے ہوئے ایک سبب "عسر" بتایا ہے پھر اس سبب کی وجہ سے شرعی احکام میں جو رخصتیں ملتی ہیں ان کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں۔

کونسی "ضرورت" ناجائز کو جائز بنا دیتی ہے

ان اصولوں کے علاوہ ایک مشہور اصل وہ ہے جس کا ذکر تمہید میں بھی آچکا ہے۔ یعنی "الضرورت تبیح المحظورات" اس اصل کا ثبوت بھی قرآن مجید کی حسب ذیل آیات سے ملتا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ......

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (البقرہ ۱۷۳)

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ (المائدہ - ۳)

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ (الانعام - ۱۱۹)

"تم پر مردار جانور حرام کر دیا گیا ہے ....

لیکن اگر حلال چیز نہ ملے اور تم میں سے کوئی مضطر ہو جائے یعنی بھوک سے ہلاکت کا خطرہ ہو تو اس کے کھا لینے میں گناہ نہیں ہے، مگر صرف اتنا ہی کھائے جس سے جان بچ جائے، اس حد سے تجاوز نہ کرے" (آیات کا مجموعی مفہوم)

یہاں بھی وہی سوال پیدا ہوگا کہ "ضرورت" کیا ہر وہ تقاضہ ہے جو انسان کو عموماً پیش آتا رہتا ہے؟ یا وہ کسی مخصوص اور نادر صورت میں پیدا ہونے والے تقاضے کا نام ہے؟ اگر پہلی بات مراد لی جائے تو پھر اس اصل کی رو سے ہر حرام حلال اور ہر ناجائز جائز قرار پائے گا۔

ظاہر ہے کہ کوئی ہوش مند بھی اسے صحیح قرار نہیں دے گا۔ اگر یہ نہیں، تو پھر "ضرورت" سے کونسی حالت مراد ہے؟ اس کا جواب بھی ہم از خود دینے کے بجائے بعض مستند فقہاء کے کلام سے ہی پیش کرتے ہیں۔

مشہور شامی فقیہ علامہ احمد الحموی، محقق ابن الہمام کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

ھٰھنا خمسة مراتب، ضرورة، و حاجة، ومنفعة، وزينة، وفضول۔

"یہاں پانچ مرتبے ہیں (۱) ضرورۃ (۲) حاجۃ (۳) منفعۃ (۴) زینۃ (۵) فضول"

اس کے بعد ہر ایک کی تعریف اور اس کا اجمالی حکم بھی بیان کرتے ہیں:۔

فالضرورة بلوغه حداً ان لم يتناول الحرام هلك اوقارب وهذا يبيح تناول الحرام۔

"ضرورۃ" نام ہے ایسی صورت کا جس میں ہلاک ہو جانے کا یا قریب بہ ہلاک پہنچ جانے کا یقینی خطرہ ہو۔ اگر ممنوع شے استعمال نہ کرے۔ اس میں حرام حلال ہو جاتا ہے"

والحاجة كالجائع الذى لولم يجد ما ياكله لم يهلك غيرانه يكون فى جهد ومشقة، وهذا لا يبيح الحرام و يبيح الفطر فى الصوم۔

---

[۱] الاشباہ للسیوطی ۸۳ ولابن النجیم ص ۸۱-۹۱ (واضح رہے کہ دونوں کی کتابوں کا نام بھی ایک ہے۔ موضوع بھی ایک اور تقریباً ترتیب بھی ایک ہی ہے)

”حاجۃ، کہتے ہیں اس سے کم درجہ کی مجبوری کو کہ جس میں ہلاکت کا خطرہ تو نہیں ہوتا مگر سخت پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ حاجت کی وجہ سے کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوتی، البتہ روزہ (رمضان میں) نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے (یعنی اس وجہ سے فرائض وقتی طور پر مؤخر کئے جا سکتے ہیں“

والمنفعۃ کالذی یشتھی خبز البر و لحم الغنم والطعام الدسم۔

”منفعۃ جیسے کسی کو گیہوں کی روٹی کی خواہش ہو یا بکرے کے گوشت یا چربیلے کھانے کی“

والزینۃ کالمشتھی بحلوی والسکر والفضول التوسع باکل الحرام والمشتبہ

(حاشیہ حموی بر ”الاشباہ“ صہ۱۲۳ لابن النجیم نیز طبع قدیم ۱۲۸۳ھ، صہ۵)

”زینۃ۔ جیسے کوئی حلوا یا میٹھا پسند کرے۔ فضول یعنی حرام و مشتبہ کی تمیز کے بغیر اپنی خواہشات پوری کرے۔ (مؤخر الذکر تینوں صورتیں شرعی حکم میں تخفیف کا سبب نہیں بنا کرتیں)“

تقریباً یہی عبارت سیوطی نے بھی اپنی ”الاشباہ صہ۹۴“ میں ”قال بعضھم“ کہہ کر نقل کی ہے۔

ان تصریحات اور اصول و ہدایت کے سامنے آجانے کے بعد اب آسان ہو گیا ہے کہ مسئلہ زیر بحث (بینکنگ سسٹم سے رابطہ) کے بارے میں روشنی حاصل کی جائے اور شرعی حکم دریافت کیا جائے۔

ضرورت کی وجہ سے جواز کی حد

قبل اس کے کہ مسئلہ زیر بحث کو حل کرنے کے لئے اصول مذکورہ سے رہنمائی حاصل کریں یہ بھی ضروری معلوم ہو رہا ہے کہ ایک اور اصل ”الضرورۃ تقدر بقدرھا“[1] بیان کر دی جائے تاکہ آئندہ کے مباحث میں اس سے بھی استفادہ کر سکیں۔ یہ اصل بھی قرآن مجید کی مذکورہ آیات (کے اجزاء ”غیر[2] متجانف لاثم“ اور ”غیر باغ ولا عاد“) سے ماخوذ ہے۔ علاوہ ازیں یوں بھی شریعت کے اصل حکم کے احترام اور اس کی اہمیت کا تقاضا یہی ہے کہ اصل حکم سے اگر تجاوز ناگزیر ہو تو بس بقدر ضرورت ہی ہو، ”شیر مادر“ یا مباحاتِ اصلیہ کی طرح اسے نہ سمجھ لیا جائے۔ ورنہ حکم کی عظمت و حرمت باقی نہیں رہے گی (جو ایک طرح سے، شریعت کے حکم کو لغو ٹھہرانے کے مترادف ہو گا) (باقی)

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ”ضرورۃ“ کی بناء پر جو چیز جائز ہوتی ہے تو وہ بس اسی قدر ہوتی ہے جس سے کہ صرف ”ضرورۃ“ رفع ہو جائے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

[2] اوپر سورہ مائدہ وغیرہا کی آیات میں جہاں مضطر کے لئے مردار کی اجازت دی گئی ہے وہاں یہ بھی ہے کہ اسی حد ضرورۃ سے آگے نہ بڑھا جائے اس کے لئے وہاں ”غیر متجانف لاثم“ اور ”غیر باغ ولا عاد“ آیا ہے۔ یہاں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حاجی صاحبان متوجہ ہوں

حافظ محمد سلیم / پاسپورٹ نمبر ـ ۳۵۳۵۷۱ اور
محبوب عالم نور ” ” ۳۵۳۵۷۰ ـ ۱

امسال فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ان کے معلم کا نام عبدالقادر مکی اور مدینہ منورہ کے دلیل (معلم) کا نام بہاؤالدین خاشقجی تھا۔ یہ دونوں حضرات زیر دستخطی کے ساتھ رابطہ قائم کر کے اپنی امانت حاصل کریں۔ شناخت کے لئے اپنے اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو سٹیٹ ضرور ارسال کریں
(سعید مجتبیٰ السعیدی سعیدیہ ہاؤس سنگیرہ ضلع بھکر)

سیر و سوانح

پروفیسر مولانا محمد مبارک صاحب - کراچی

میاں نذیر حسین دہلویؒ اور شاہ محمد اسحٰقؒ کی جانشینی

۱۲۵۸ھ ہجری میں ہندوستان سے شاہ محمد اسحاق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت کی اور حجاز مقدس میں رہائش پذیر ہوئے، اس وقت دہلی میں شیخ الکل سید نذیر حسینؒ کے علاوہ دوسرے نامور علماء کرام موجود تھے لیکن ولی اللّٰہی خاندان کی جانشینی صرف شیخ الکل سید نذیر حسین محدث بہاری ثم دہلوی کے حصے میں آئی جس کی وجہ سے معاندین نے شیخ الکل کی مخالفت شروع کر دی حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا کہ مولانا سیّد نذیر حسینؒ شاہ محمد اسحاق کے شاگرد ہی نہیں۔

اگرچہ شیخ الکلؒ کی زندگی میں شیخ محمد تھانوی نے ایک خط ۱۲۹۲ھ میں بنام مولوی محمد حسین لکھا جس میں یہ تصریح موجود ہے کہ سید نذیر حسین شاہ محمد اسحاق کے تلمیذ ہیں۔

اسی طرح مولانا احمد علی سہارنپوری نے مولٰینا حفیظ اللہ خاں صاحب دہلوی کے نام لکھا جس میں یہ اقرار کیا گیا ہے کہ شیخ الکل رہ شاہ محمد اسحاقؒ کے شاگرد ہیں۔

اس کے بعد بات ختم ہو جانی چاہئے تھی لیکن قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے ایک رسالہ "کشف الحجاب" کے نام سے شائع کیا جس میں وہ تحریر کرتے ہیں :-

"اسی طرح سید نذیر حسین صاحب اور حفیظ اللہ خاں صاحب کبھی کبھی مسئلہ پوچھنے یا کوئی لفظ جلالین کا پوچھنے کو جاتے تھے خدمت میں مولانا اسحاق صاحب قدس سرہٗ کی اور بوقت ہجرت میاں صاحب کے ایک ایک حدیث پانچ چھ کتابوں کی میاں صاحب کو سنا کر ایک پرچہ بطور سند کے لے لیا۔ اور حفیظ اللہ خاں صاحب کو تو یہ بھی نصیب نہیں ہوا۔"[1]

جس وقت کشف الحجاب کو قاری عبدالرحمٰن پانی پتی نے شائع کیا تھا اُسی وقت مولانا محمد سعید بنارسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب" ہدایۃ المرتاب برقّہا فی کشف الحجاب" کے نام سے شائع کر دیا تھا جس میں دو باتیں اہم ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔ مولانا بنارسیؒ لکھتے ہیں :-

"اسی طرح سے یہ (قاری عبدالرحمٰن) حضرت مولوی محمد اسحاق صاحب مرحوم کے بھی فن حدیث میں شاگرد نہیں ہیں۔ اگر سند صحیح رکھتے ہوں تو پیش کریں۔"[2]

اس کے بعد مولانا محمد سعید بنارسیؒ تحریر کرتے ہیں۔

"اپنے کو مولوی محمد اسحٰق صاحب کا شاگرد بتائیں تو اپنی وہ سند جو ان کو میاں صاحب ممدوح سے حاصل ہوئی پیش کریں کہ میاں صاحب کی مُہر و خط کو اور سندوں سے مطابق کیا جاوے ورنہ مفت کے لافیں مارنے سے کیا حاصل"[3]

مذکورہ دونوں اقتباس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب قاری عبدالرحمٰن پانی پتی صاحب خود شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے شاگرد نہیں کیونکہ ہدایۃ المرتاب بردما فی کشف الحجاب" موصوف کی زندگی میں طبع ہو کر منظر عام پر

---

[1] کشف الحجاب طبع پاکستان - ص ۳۱
[2] ہدایۃ المرتاب بردما فی کشف الحجاب طبع ہند ص ۵
[3] ایضاً ص ۶

آگئی تھی۔ قاری صاحب نے خاموشی کیوں اختیار کرلی؟

اس کے علاوہ کشف الحجاب کے شائع ہونے کے بعد معاملہ جناب کمشنر صاحب کی عدالت میں پیش ہوا تو موصوف نے جناب کمشنر صاحب کو جو جواب دیا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"چنانچہ دہلی میں جب جناب کمشنر صاحب بہادر نے انہیں بوجہ لکھنے اس رسالہ کے مؤاخذہ کیا تو وہاں صاف انکار کرگئے کہ یہ رسالہ میں نے نہیں لکھا بلکہ کسی دوسرے آدمی نے لکھ کر میرے نام سے طبع کرا دیا ہے" [1]

اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جاتا لیکن یہ بات ضروری ہے کہ قاری صاحب یا مرکزی جماعت القراء پاکستان دونوں میں سے ایک کاذب ضرور ہے۔ اس لئے کہ قاری صاحب نے جناب کمشنر صاحب بہادر دہلی کے اجلاس میں کہا کہ کشف الحجاب میری تصنیف نہیں اگر یہ درست ہے تو مرکزی جماعت القراء پاکستان نے مذکورہ کتاب کا مصنف قاری صاحب کو ہی بتایا ہے جو جھوٹ ہے۔ اگر قاری صاحب نے ہی کشف الحجاب لکھی ہے تو خود قاری صاحب نے جناب کمشنر بہادر دہلی کے سامنے جھوٹا بیان دیا۔ ایسی حالت میں قاری صاحب کے بیان کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔؟

قاری صاحب نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیوں کیا؟ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ:۔

ایک دن کسی موقع پر شاہ محمد اسحاق صاحب نے پوچھا کہ اِذَا مفاجات کے لئے آتا ہے یا نہیں؟ کسی طالب علم نے جواب دیا کہ نہیں۔ ناگاہ قاری صاحب بول اُٹھے۔ اذا مفاجات کے لئے آتا ہے۔ میاں صاحب نے بے ساختہ مذاقاً کہہ دیا یک نہ شُد دو شُد۔

[1] ہدایۃ المرتاب بردمانی کشف الحجاب طبع انڈیا، ص ۳۶

قاری صاحب شدید الغیظ آدمی تو تھے ہی اس وقت سے میاں صاحب سے کشیدہ ہوئے" [1]

یہ سبب تھا کہ موصوف نے "شیخ الکل" کا شاہ محمد اسحاق کے تلمیذ ہونے کا انکار کردیا۔

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی کے بیان کو مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی نے خوب اچھالا۔ ان کے بعد کراچی کے ایک (مرحوم) پروفیسر صاحب نے بھی خوب اس کی تشہیر کی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کی قدرے تفصیل بیان کردی جائے۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ تحریر کرتے ہیں:۔

"مولانا سید نذیر حسین صاحب کی مولانا شاہ محمد اسحاقؒ صاحب کی شاگردی کا مسئلہ بھی اہل حدیث و احناف میں ما بہ النزاع بن گیا ہے۔ احناف انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو شاہ صاحب سے نہ پڑھنے صرف تبرکاً اجازت حاصل تھی اور اہل حدیث ان کو حضرت شاہ صاحب کا باقاعدہ شاگرد بتلاتے ہیں۔ مجھے نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے مسودات میں مولانا نذیر حسین کے حالات کا مسودہ ملا۔ جس میں بتصریح مذکور ہے کہ ۱۲۴۹ھ میں شاہ صاحب کے درس حدیث میں وہ داخل ہوئے۔ عبارت یہ ہے۔

و درہمیں سال (سنۃ الف و مائتین و تسع و اربعین) حدیث شریف از مولانا محمد اسحاق مرحوم و مغفور شروع فرمودند و صحیح بخاری و مسلم بہ شراکت مولوی محمد گل کابلی و مولوی عبداللہ سندھی و مولوی نوراللہ شروانی و حافظ محمد فاضل سورتی وغیرہم حرفاً حرفاً خواندند و ہدایہ و جامع صغیر بمعیت مولوی بہاؤالدین دکھنی و جد امجد قاضی محفوظ اللہ پانی پتی و نواب قطب الدین دہلوی و قاری اکرام اللہ وغیرہم و کنز العمال ملا علی متقی علیحدہ شروع فرمودند و درسہ جز

(باقی [illegible] پر)

[1] الحیات بعد الممات طبع ہند ص ۱۵۱۔

تحقیق وتنقید

(قسط ۳۰)

مولانا صغیر احمد شاغف بہاری

محمدی صراطِ مستقیم بجواب دیوبندی صراطِ مستقیم

حنفی چہارم: (چوتھی وجہ بیان کرکے احناف کی فقاہت اور دقیقہ رسی پر موصوف نے حسب ذیل خامہ فرسائی کی ہے) اس سے ائمہ احناف کی دقیقہ رسی واضح ہوجاتی ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ان کے عشق ومحبت کا یہ عالم ہے کہ آپ کے کسی ارشاد کو بھی خواہ ضعیف سند سے ہی منقول ہو وہ مہمل چھوڑنا نہیں چاہتے اور دوسری طرف ان کی حقیقت پسندی ومرتبہ شناسی کا یہ حال ہے کہ آنحضرتؐ سے جو چیز جس درجے میں منقول ہو، اُسے وہی مقام دیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ کی جمع وتطبیق اور ان کی درجہ بندی کا جو کام ائمہ احناف نے کیا ہے، اس کی مثال نہیں، کتاب وسُنّت کی اسی غواصی کا نام تفقّہ فی الدین ہے۔ (ص ۲۱۳ – ۲۱۴)

اہلحدیث سُبحان اللہ! ائمہ احناف کی دقیقہ رسی کا کیا کہنا! اس کے لیے امام طحاوی سے لے کر اس وقت تک احناف نے جو کام خدماتِ احادیث کے نام سے انجام دیے ہیں ان کا مطالعہ بنظرِ غائر کیا جائے تو ہر جگہ ایک ہی اُصول کارفرما نظر آئے گا یعنی" ہر وہ آیت جو اس طریقہ کے مخالف ہو جس پر ہمارے اصحاب (احناف) ہیں وہ یا تو مُؤوّل ہے یا منسوخ ہے اور اسی طرح جو حدیث اس قسم کی ہو وہ مُؤوّل ہے یا منسُوخ ہے۔" (تاریخ فقہ اسلامی از عبدالسلام ندوی صفحہ ۲۳۴ بحوالہ اصول الکرخی) اسی سے عشق ومحبت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یہی بات ضعیف احادیث کو قبول کرنے کی تو یہ بربنائے پاسداریٔ مذہب ہے نہ کہ عشقِ رسولؐ اس کی وجہ ہے۔

احادیثِ نبویہ کی جمع وتطبیق اور ان کی درجہ بندی کا کام ائمہ احناف نے کبھی کیا ہی نہیں اگر کیا ہوتا تو ان کا وجُود دنیا میں ضرور ہوتا لیکن آج تک دنیا اس کے درشن سے محروم ہے۔ البتہ تاویلاتِ بے جا کا اگر نام احناف کے نزدیک تفقّہ فی الدین ہو تو ہو لیکن اس سے اُمّتِ مسلمہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا بلکہ اس نے تو اُمّتِ مسلمہ کے اندر انتشار و تفرقہ کے ایسے بیج بوئے ہیں جو آج تناور درخت کی شکل اختیار کر گئے ہیں اور جس نے دینِ واحد کو متحارب حصّوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اسی کا نام دقیقہ رسی، عشقِ رسولؐ اور تفقّہ فی الدین ہے تو ایسے تفقّہ اور عشق سے ہزار بار پناہ۔ دورِ خیر القرون بھی ایسے تفقّہ اور عشق سے ناآشنا تھا اور اللہ تعالے ہمیں بھی ایسی دقیقہ رسی سے محفوظ رکھے جو ایک مسلمان کو نصوصِ شرعیہ سے اعراض و تغافل پر مجبور کرے جیسا کہ مقلّدین کا حال ہے اور نام اس کا

ع برعکس نہند نام زنگی کافور

تفقّہ اور دقیقہ رسی بلکہ نعوذ باللہ عشقِ رسول رکھ لیا ہے ع

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

حنفی سوال چہاردہم: خطبے کے دوران تحیۃ المسجد کا حکم:

اس سوال کے جواب میں کہ خطبے کے دوران دو رکعت نماز پڑھ کر خطبہ سننے کے لئے بیٹھنے کا حکم احادیث سے

ثابت ہے لیکن احناف ان دو رکعتوں سے منع فرماتے ہیں، مولوی لدھیانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک خطبے کے دوران صلوٰۃ و کلام ممنوع ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور اکثر فقہائے اُمت اسی کے قائل ہیں...... (ملخصاً ص ۲۱۵-۲۱۶)

اہلحدیث جب علمائے احناف صحیح جواب دینے سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر عوام کے جذبات سے اپیل کرتے ہیں۔ اور سر فہرست خلفائے راشدین، جمہور صحابہ، جمہور اُمت، تعامل صحابہ و تابعین اور اسی قسم کے الفاظ استعمال کرکے کہتے ہیں کہ دیکھو ان سب سے ہمارے مسلک کی تائید ہوتی ہے حالانکہ واقعہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی لدھیانوی صاحب نے حضرات خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ و تابعین کا مسلک یہی بتایا ہے کہ وہ اس بات کے منکر تھے کہ خطبہ جمعہ کے وقت آنے والا نماز پڑھے اور دلیل ندارد۔ وللہ الحمد۔

ایک بات اور یہیں واضح ہو جائے کہ خطبہ جمعہ کے وقت آنے والا جو نماز پڑھے گا آیا اس نماز کی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں احادیث میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر کسی نے اس کو دخل المسجد وغیرہ سے تعبیر کر دیا تو وہ اس کا اجتہاد ہے۔ حدیث رسول میں صرف یہ ہے۔ "اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ" یعنی "آنے والا اس حال میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو بھی دو رکعت نماز پڑھ لے"

ابن حزم نے محلی ج ۵ ص ۶۹ پر فرمایا ہے کہ "ولولا البرهان الذی قد ذکرنا قبل بأن لا فرض الا الخمس لکانت هاتان الرکعتان فرضا ولکنهما فی غایة التاکید۔ لا شئ من السنن اوکد منهما، لتردد امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بهما" یعنی "ابن حزم فرماتے ہیں کہ "ان دو رکعتوں کی اتنی تاکید ہے کہ فرض کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں لیکن فرائض کے بیان میں بتایا جا چکا ہے کہ پانچ ہی نمازیں فرض ہیں،"

حنفی "جمہور امت نے جو مسلک اختیار کیا ہے کہ خطبے کے دوران نماز اور کلام ممنوع ہے، اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له۔ الآیۃ۔ "جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو۔"

فاتحہ خلف الامام کی بحث میں شیخ ابن تیمیہ کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ یہ آیت نماز اور خطبے کے بارے میں نازل ہوئی ہے.... اور امام احمدؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے.... قرآن کی اس نص قطعی سے خطبے کا استماع اور اس کے لئے خاموش رہنا واجب ہوا..... پس جو شخص فریضۂ استماع سے سرتابی کرتا ہے وہ گویا خطیب اور خطبے کا استخفاف کر رہا ہے..... شاید اسی بنا پر حدیث ابن عباسؓ میں ایسے شخص کو گدھے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے (مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۲۳) (ص ۲۱۶-۲۱۷)

اہلحدیث جمہور اُمت کا لفظ بول کر رُعب جمانے کی کوشش بالکل بے کار ہے۔ البتہ خانوادۂ کوفہ نے جو مسلک اختیار کیا ہے اس کے دلائل ضرور سمجھئے۔ آیت قرآنی پر تو سیر حاصل بحث قراءت فاتحہ خلف الامام کے سلسلے میں گزر چکی ہے لیکن یہاں بھی بعض باتیں گوش گذار کی جاتی ہیں۔

ابن تیمیہؒ اور امام احمدؒ کا قول تو آپ نے صرف ہمارے لئے پیش کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک جمیع فقہاء امت و محدثین قابل احترام ہونے کے باوجود مُطاع نہیں ہیں لہٰذا کسی کا قول ہمارے لئے حجت نہیں۔

ذرا غور کیجئے آیت بالاتفاق مکی ہے اور جمعہ اور خطبہ جمعہ مکہ میں نہیں بلکہ مدینہ میں شروع ہوا ہے۔ اسی طرح اجماع کا تو صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے ورنہ صحابہ اور تابعین کی اکثریت خطبہ جمعہ کے درمیان دو رکعت پڑھنے کی قائل ہے۔

پھر اجماع کا انعقاد کب اور کہاں ہوا؟ خود امام احمدؒ کا قول محلی ج ۵ صفحہ ۵ میں ہے۔ من ادعی الاجماع کذب (اجماع کا دعوے کرنے والا جھوٹا ہے) امام بغوی شرح السنۃ ج ۴ صفحہ ۲۶۲ پر حضرت ابوسعید خدری والی روایت کے بعد فرماتے ہیں۔ "وفیہ دلیل علی أن من دخل و الامام یخطب لا یجلس حتی یصلی رکعتین، وھو قول کثیر من اھل العلم، والیہ ذھب الحسن، وبہ قال ابن عیینۃ والشافعی واحمد واسحاق، وقال بعضھم یجلس ولا یصلی وھو قول سفیان الثوری وأصحاب الرأی، وفیہ ان التطوع رکعتان لیلا ونھارا" دیکھا آپ نے آپ امام احمدؒ سے اجماع نقل کر رہے ہیں۔ اور اس کے باوجود امام احمدؒ اس بات کے قائل ہیں کہ آنے والا دو رکعت پڑھ کر ہی بیٹھے۔ اور مجوزین کی فہرست میں امام احمد کا نام تو آپ نے بھی دیا ہے۔ گویا امام بغویؒ جیسے محدث کی تحقیق یہ ہے کہ جمہور اہل علم خطبۂ جمعہ کے دوران دو رکعت پڑھنے کے قائل ہیں۔

جناب خطبہ تذکیر و نصیحت کو کہا جاتا ہے۔ قرآن خوانی کو نہیں۔ ہم نے مانا کہ خطبہ میں حسب موقع قرآن کی آیات کی تلاوت ہوتی ہے لیکن کیا احناف کے نزدیک خطبہ کو قرآن خوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس پر اس آیت کو چسپاں کرنا چاہتے ہیں؟ یہ نص قطعی ہے اس میں شک کرنے والا کافر۔ لیکن نص قطعی کا فہم تو فداہ أبی و امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے عطا فرمایا تھا اور آپ اس آیت کے نزول کے برسہا برس بعد یہ حکم دے رہے ہیں کہ "اذا جاء أحدکم والامام یخطب فلیصل رکعتین۔ الحدیث۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس نص قطعی کا ہرگز وہ معنی نہیں ہے جو چند اشخاص نے اپنی فہم سے بیان کیا ہے۔

ایک سوال: کیا احناف قرآن کی تفسیر کے لئے مخیّر ہیں جو چاہیں بیان کریں؟ یا وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آیت قرآنی کا جو مفہوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں وہ صحیح اور قابل اتباع ہے۔ یقیناً پہلی شق کا کوئی حنفی عالم میرے علم کی حد تک قائل نہیں۔ دوسری شق پر ہم سب متفق ہیں۔ پس اس آیت اور حدیث دونوں کو جمع کرنے سے یہ مفہوم واضح ہوا کہ جو پہلے سے موجود ہے وہ نہ پڑھے جو بعد میں آئے پہلے دو رکعت پڑھ لے پھر بیٹھ جائے۔

خطبہ کا سننا اور آنے والے کے لئے دو رکعت کا پڑھنا ان دونوں حکموں میں کوئی تضاد نہیں۔ پھر آنے والا جب دوگانہ سے فارغ ہو جائے وہ بھی سننے میں مشغول ہو جائے گا۔ یہ حکم استثنائی ہے اور آپ غور کریں گے تو اور بھی بہت سارے حکم استثنائی آپ کو مل جائیں گے۔ اور دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک پر عمل ہوگا۔ اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ بقیہ باتوں کا جواب آئندہ صفحات میں دیا جائے گا۔ یہاں ابن عباس کی روایت سے متعلق کچھ لکھنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ابن عباسؓ کی محولہ بالا روایت مسند احمد کی ہے اور ضعیف ہے، اس لئے قابل حجت نہیں اور اگر اسے صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس کا اطلاق پہلے سے موجود اشخاص پر ہوگا۔ (باقی)

انعامی تحریری مقابلے

جامعۃ الفاروق الاسلامیہ رحیم یار خان کے زیر اہتمام طلباء، طالبات، اساتذہ، وکلاء اور دیگر اہل علم حصہ لے سکتے ہیں۔ "عنوان" "رسول پاکؐ بحیثیت سپہ سالار اعظم" مضامین ۱۰ مارچ تک جامعہ مذکور میں پہنچ جانے چاہئیں جو اپنے ادارے کے سربراہ سے تصدیق شدہ ہوں۔ اپنا نام، ولدیت، کلاس وغیرہ صاف لکھیں۔ اول۔ دوم۔ سوم آنے والوں کو انعام اور اسناد دی جائیں گی (تحریری انعامی مقابلہ پوسٹ بکس ۸۷۔ رحیم یار خان)

خالد اشرف، مدیر "المنبر" فیصل آباد

سعودی عرب کے خلاف یہ واویلا کیوں؟

سعودی عرب میں پاکستانی باشندوں کی گرفتاری پر گزشتہ دنوں خاصی لے دے ہوتی رہی، احتجاج بھی ہوئے اور فیصل آباد کی ایک بستی میں اس مسئلہ پر خاصی گڑبڑ بھی ہوئی۔ ہم نے عمداً اس مسئلہ پر خاموشی اختیار کی لیکن آج مولانا عبدالستار نیازی صاحب کی ایک تقریر نے ہمیں لکھنے پر مجبور کر دیا۔ اس میں انہوں نے فرمایا۔

"میاں طفیل محمد نے سعودی عرب میں گرفتار ہونے والے پاکستانیوں کے بارے میں جو بیان دیا ہے وہ ان کی براہِ راست تحقیق پر مبنی نہیں ہے، میں میاں طفیل محمد کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ایک آدمی ثابت کر دیں جس نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قوالی کی ہو یا گانا گایا ہو۔ قوالی کو گانا کہنا توہین ہے۔ جالی کو چومنا اور وہاں قوالی کرنا ہم ادب کے منافی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا جالی چومنے کا جذبہ جذباتی اور عشقیہ جذبہ ہے۔ دراصل گرفتار ہونے والے لوگ اپنے گھروں میں نعت خوانی کر رہے تھے جس کا انہیں حق حاصل ہے۔ امریکی، بدھ اور فلپائنی تمام لوگ سعودی عرب میں موجود ہیں۔ اور اپنے اپنے مذاہب کے مطابق تمام رسوم ادا کرتے ہیں۔ شاہ فرید الحق نے کہا کہ اسلامی جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو ملوکیت اور بادشاہت کی طرفداری زیب نہیں دیتی۔" (جنگ ۱۰ فروری ۸۴ء ص۱)

شاہ فرید الحق اور نیازی صاحب کے ان بیانات میں حقیقت پسندی کتنی ہے یہ خود ان کے بیانات سے عیاں ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہم اپنی گذارشات سے قبل پاکستان میں مقیم سعودی قونصل جنرل السید زید الخیال کی نمائندہ نوائے وقت سے گفتگو قارئین کی خدمت میں پیش کریں۔

سعودی قونصل جنرل مسٹر زید الخیال نے کہا کہ بعض اخبارات میں چار پانچ سو پاکستانیوں کی گرفتاری کی جو رپورٹیں شائع ہوئی ہیں، ان میں مبالغہ آرائی کی گئی ہے۔ درحقیقت قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اجتماع کرنے پر تقریباً ۵۶ غیر ملکی گرفتار کیے گئے جن میں سے ۳۳ پاکستانی باشندے ہیں۔ ان لوگوں کو نہ تو جیل بھیجا گیا اور نہ سزا دی گئی ہے بلکہ یہ لوگ رہا کر دیئے گئے ہیں جو جلد پاکستان بھیج دیئے جائیں گے۔ مسٹر زید الخیال نے اس تاثر کو غلط قرار دیا کہ ان افراد کے خلاف یہ کارروائی میلاد کرنے پر کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب میں پانچ لاکھ کے لگ بھگ پاکستانی مختلف شعبوں میں کام کر رہے ہیں جو سعودی عرب کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ قانون کی خلاف ورزی خود حکومتِ پاکستان بھی برداشت نہیں کرے گی اور اگر پاکستان میں کوئی سعودی باشندہ پاکستانی قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو اس سے اس کے مطابق نمٹا جائے گا۔ پاکستانی علماء کے ایک وفد نے جس کی قیادت مجلس شوریٰ کے رکن مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری کر رہے تھے آج یہاں ان سے ملاقات کی جس میں اس واقعہ پر تبادلۂ خیال کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ جب وفد کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیا گیا تو وفد کے ارکان نے اطمینان کا اظہار کیا۔" (نوائے وقت ۱۰ فروری ۸۴ء ص۱)

سعودی مملکت اور وہاں کے علماء و شیوخ کے بارے میں جمعیت کے اکابر و اصاغر کے جو نظریات ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ ان کے فتاویٰ اور عمل خود یہ بیانات ہی کافی ہیں۔ کیا یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی ہے کہ وہ ائمہ حرمین کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے؟ کیا ان فتووں سے سیاہی ڈھل چکی ہے جن میں ان محترم ائمہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے سُنیوں کے نکاح فسخ ہونے کے فتوے موجود ہیں۔ کیا یہ بات پاکستان اور خود سعودی حکومت بھول چکے

رہیں کہ ان دونوں راہنماؤں کے اکابر حرمین جا کر اپنی الگ نمازیں ادا کرتے رہے۔ اور ان کے اس جرم کی پاداش میں یا تو وہ گرفتار ہوئے یا وہاں سے نکال دیئے گئے۔

رہی بات مجلس اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس اور عرب لیگ کے منشور کے تحت ہر شخص کو اپنی من مانی کرنے کے حقوق کی ـــــ تو معاف رکھئے گا ہمیں اس جسارت پر کہ تینوں تنظیموں نے یہ کہیں نہیں کہا کہ ہر شخص اپنی یا کسی دوسری مملکت کے قوانین کی خلاف ورزی کھلے عام یا درپردہ کرنے کا حق رکھتا ہے! ہر شخص کو اپنے نظریات رکھنے کا حق اور بات ہے، اور ان نظریات کے مطابق کسی مملکت میں کوئی فعل سرزد کرنے کی اجازت دحق دوسری شئے۔ جو بات یا کام کسی مملکت کے نظریات اور قوانین سے ٹکراؤ پیدا کرے وہ اس مملکت کے قوانین کے نزدیک جرم ہے، اس بات کو آپ کیوں بھول رہے ہیں؟ کیا آپ کسی سعودی باشندے کو جو طویل عرصے سے پاکستان میں مقیم ہو، اس بات کی اجازت دے دیں گے کہ وہ اپنے عقاید و نظریات کے تحت یہاں کے مزارات، پکی قبروں اور ایسی ہی دوسری "محل نظر" تعمیرات کو گرانا شروع کر دے اور وہ اپنے اس فعل کی وہی تعبیر کرے جو آپ نے اقوام متحدہ وغیرہ کے دیئے ہوئے حقوق کے حوالے سے کی ہے؟ اگر آپ کسی سعودی باشندے کو اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے تو آپ کون ہوتے ہیں کہ سعودی عرب میں بلا اجازت نعت خوانی، قوالی اور میلاد کی محافل و مجالس قائم کریں جب کہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ سعودی عرب میں ایسی کسی بھی مجلس کی نظریاتی اور قانونی اعتبار سے ہرگز اجازت نہیں ہے۔!

اور یہ بات بھی آپ کے علم میں لانے کی ہے کہ جو کام سر عام کسی مملکت میں ناجائز اور خلاف قانون ہے، وہی کام کسی چار دیواری کے اندر بھی ناجائز و خلاف قانون ٹھہرے گا۔ چار دیواری کے اندر وہ کام کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس چار دیواری کے اندر اس مملکت کا قانون لاگو نہیں ہوتا یا اس مملکت کے نظریات و عقاید باطل ہو جاتے ہیں، آپ دونوں حضرات خیر سے علماء دین بھی ہیں اور اصحاب سیاست بھی، کیا آپ اتنی سی بات بھی نہیں جانتے۔ کیا پاکستان میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کے دور میں یہ جائز ہوتا ہے (اجازت ملنے کی اور بات ہے) کہ آپ ایک سیاسی تقریر یا جلسہ کسی میدان میں تو نہ کر سکتے ہوں لیکن چار دیواری کے اندر آپ کھلم کھلا سیاست بازی فرمائیں؟ دینی نقطہ نظر سے بھی دیکھیں کہ کوئی چور سر عام تو چوری کرنے سے پکڑا جاتا ہو، لیکن اگر وہ رات کے اندھیرے میں چار دیواری کے اندر چوری کرے تو قابل گرفت قرار نہ دیا جا سکے؟ آپ کتنے بھولے بھالے کیوں بنتے ہیں؟۔

محترم مولانا!

یہ بھی آپ نے خوب کہی کہ "اسلامی جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو ملوکیت اور بادشاہت کی طرفداری زیب نہیں دیتی"، بہت خوب، یہ تو آپ نے وہی زبان اختیار فرمائی ہے جو یہاں کے اسلام دشمن عناصر اسلام کو گالی دینے کے لئے "ملا ازم" کی اصطلاح استعمال کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں۔ اے کاش آپ نے اس ملوکیت اور بادشاہت کو اپنی نظریاتی افراط و تفریط کی عینک اتار کر دیکھا ہوتا۔ آپ کو وہاں اسلام دکھائی دیتا۔ لیکن آپ کو تو وہاں دو حج اور سات عمروں کے سفر میں وی سی آر اور نہ جانے کیا کچھ نظر آ گیا۔ مگر وہاں پر آپ کو دکھائی نہ دیا تو اس اسلامی حکومت کی عوام دوستی، اسلام پروری، غریب نوازی، اسلامی عدل و انصاف اور محبت و یگانگت کی چلتی پھرتی تصویریں دکھائی نہ دیں ـــــ آپ کیا جانیں کہ وہاں کی ملوکیت اور بادشاہت، آپ کی مطلوبہ جمہوریت کے بالمقابل کتنی عوام کی خیر خواہ ہے؟ کیا آپ اس حکومت کو ملوکیت و بادشاہت کا طعنہ دیتے ہیں جو ایک غریب کی آواز پر وہاں کا بادشاہ لبیک کہتے

ہوئے اس کی داد رسی کرنا دین و دنیا کی سعادت تصور کرتا ہے!
کیا آپ اس بادشاہ کو ملوکیت و بادشاہ کی گالی سے نوازتے ہیں جو حرم کعبہ کو اپنے ہاتھوں سے دھوتا دنیا بھر کے خزانوں سے بھاری بھرکم جاتا ہے! کیا آپ اس بادشاہ پر ملوکیت و بادشاہ کی طنز فرماتے ہیں جو خود کو خادم حرمین، خادم المسلمین اور اپنے ملک کی رعایا کا بھائی کہتا ہے! خدارا کچھ تو خوفِ خدا کیجئے!

آپ کا فرمانا ہے کہ قوالی کو گانا کہنا توہین ہے۔؟
براہِ کرم صرف اتنا بتا دیں کہ قوالی اگر مدینۃ الرسول میں بے ادبی ہے تو قوالی کی اسلام کے اندر کیا حیثیت ہے؟ کیا حقیقت ہے؟ شرعاً اس کا کیا مقام ہے؟

اور اگر روضۂ اطہر کی جالی کو چومنا بھی بے ادبی ہے تو خدارا صرف اتنا فرما دیجئے کہ آپ اپنے معتقدین اور مریدوں کو یہ بات سرِ عام کیوں نہیں کہتے اور انہیں اس فعلِ قبیح سے باز رہنے کی تلقین کیوں نہیں کرتے اور آپ ہی کی مساجد و مدارس اور اجتماعات سے یہ صدائیں کیوں ہر لمحہ بلند ہوتی رہتی ہیں کہ" مدینہ دی جالی چم لین دے" "روضہ دی جالی چم لین دے"، اور دوسرے ہی سانس میں آپ یہ فرماتے ہیں کہ" روضہ مبارک کی جالی کو چومنا جذباتی اور عشقیہ معاملہ ہے" اگر طبعِ نازک پر گراں نہ گذرے تو اس بات پر بھی کبھی غور فرما لیجئے کہ جو شے ایک لمحہ میں آپ کے نزدیک ادب کے منافی ہے وہی بات دوسرے ہی لمحے جذباتی اور عشقیہ بن کر جائز کیونکر ٹھہرنے لگتی ہے؟

رہی بات ان پاکستانیوں کے زیرِ عتاب اور ملک بدر کرنے کی تو اوپر دیئے گئے سعودی قونصل جنرل کے بیان کے بعد ہم اپنی طرف سے اس بات کا جواب دینا ضروری نہیں خیال کرتے،

ایک بات آخر میں ان محترم علماء کرام اور دوسرے حضرات سے جو اس نقطۂ نظر کے حامی ہیں عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حدِ اعتدال و انصاف سے تجاوز کرنے کی بجائے اس بات کو سامنے رکھیں کہ حکومت خواہ کوئی بھی ہو اپنے قوانین کی خلاف ورزی کسی ملکی و غیر ملکی باشندے کے قول و فعل کے ذریعہ نہ برداشت کر سکتی ہے نہ پسند، اور نہ آپ اسے اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کے نظریات و عقائد کے تابع ہو کر رہے۔ اس لئے فراخدلی سے، حوصلہ مندی سے، اور جرأت سے اپنے معتقدین کی اس غلطی کو تسلیم کیجئے اور اس کے بعد حکومتِ سعودیہ سے درخواست کیجئے، اسلام اور پاکستان دوستی کے ناطے کہ جناب والا اس غلطی سے درگذر کرتے ہوئے ان پاکستانیوں کو واپس بھیج دیجئے آپ کی مہربانی ہوگی۔ آپ یہاں بیٹھ کر حکومت سعودیہ پر دھونس نہیں جما سکتے اور نہ ہی وہ ایسی باتوں سے مرعوب ہو سکتی ہے۔ نہ ہوئی ہے، نہ ہو گی، کیونکہ اس کا موقف، اس کا نظریہ اٹل ہے۔ مبنی بر حقیقت و انصاف ہے، آپ درخواست کیجئے۔ وہ آپ کی درخواست کو رد نہیں کرے گی۔ وہ ایک اسلامی ریاست ہے، وہاں اسلامی حکومت ہے، عدل و انصاف پر مبنی عدلیہ ہے، پوری دنیا اور بالخصوص اسلامی دنیا میں قابلِ رشک حد تک اسلامی کردار کی حکومت و سلطنت ہے، آپ ان حقائق سے آنکھیں چرا کر باتیں نہ کریں —— حقیقت پسندی کا ثبوت دیں! ——

بقیہ:- میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ

خوانند و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و موطا امام مالک تماماً برمولانا ممدوح عرض نمودند و اجازۃ از شیخ الآفاق حاصل نمودہ،،

البتہ شاہ صاحب کے سند و اجازت تحریری انہوں نے ۲ شوال ۱۲۵۸ھ کو حاصل کی ہے جب شاہ صاحب ہندوستان سے ہجرت کر کے حجاز جا رہے تھے" [1] (باقی)

[1] حیات شبلی۔ طبع ہند۔ ص ۴۵-۴۶

تبصرہ کتب — حافظ صلاح الدین یوسف

رَدُّ الاشراک (عربی)

تالیف:۔ امام شاہ اسمٰعیل شہیدؒ۔ دہلوی
تحقیق و تخریج:۔ مولانا محمد عزیر شمس (بہاری)
ناشر: المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ۔ لاہور ۲

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ اپنے دور کے ایک عظیم عبقری اور دیدہ ور انسان تھے جو صدیوں کی گردش لیل و نہار کے بعد پیدا ہوتے ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علاوہ ازیں وہ اُن اعاظم رجال میں سے ایک ہیں جو بیک وقت صاحب سیف و قلم گزرے ہیں جنہوں نے ایک طرف علوم و معارف کے دریا بہائے تو دوسری طرف مصاف جنگ میں تہوّر و شجاعت کی بے نظیر مثالیں قائم کیں کون پڑھا لکھا آدمی ہے جو شاہ شہیدؒ کی تحریک جہاد اور اس میں ان کے محیر العقول کارناموں سے واقف نہ ہو؟ اور کون سا وہ صاحب علم و خبر شخص ہے جو امام موصوف کی علمی عظمتوں اور جلالتوں سے بے خبر ہو؟ ان کے جہادی عزم و ولولے کی داستانیں آج بھی اصحاب عزیمت کے لئے مشعل راہ ہیں اور اُن کے نقوش علمی اب بھی اہل علم و فکر کے لئے سنگ ہائے میل اور گم گشتگانِ ضلالت کے لئے مینارۂ نور ہیں۔ غفر اللہ لہ و نوّر مضجعہ

شاہ شہیدؒ کی تصنیفات میں جو شہرت و مقبولیت "تقویۃ الایمان" کو حاصل ہوئی اور جس سے لاکھوں افراد شرک و بدعت کی تاریکیوں سے نکل کر توحید اُلوہیت اور عقیدۂ صحیح کی دولت سے بہرہ ور ہوئے اس سے ہر باخبر آدمی واقف ہے۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اُردو کے مذہبی لٹریچر میں اشاعت اور افادیت کے لحاظ سے شاید ہی کوئی اور کتاب اس کا مقابلہ کر سکے لیکن اس حقیقت سے بہت کم لوگ آگاہ ہیں کہ شاہ شہیدؒ موصوف نے یہ کتاب پہلے عربی میں لکھی تھی جو ایک مقدمے اور دو بابوں پر مشتمل تھی، پہلا باب توحید اور ردِّ شرک اور باب ثانی اتباع سُنّت اور ردّ بدعت کے عنوان پر تھا۔ پھر شاہ شہید رحمہ اللہ نے باب اوّل کا اُردو ترجمہ مع تشریحات "تقویۃ الایمان" کے نام سے کیا اور یہ کتاب انہی کی زندگی میں شائع بھی ہو گئی تھی۔ اور دوسرے باب کا ترجمہ ان کی شہادت کے بعد ان کے ایک تلمیذ محمد سلطان نامی نے کیا جو "تذکیر الاخوانؒ" کے نام سے چھپا ہوا ہے۔

اصل عربی کتاب "ردّ الاشراک" جو مؤلف کی زندگی میں سب سے پہلے ۱۲۴۲ھ میں چھپی تھی۔ عرصۂ دراز سے نہ صرف بالکل مفقود بلکہ معدوم تھی جس سے بڑے بڑے علماء بھی بالعموم بے خبر تھے۔ خدا بھلا کرے ہمارے فاضل دوست مولانا عزیر شمس (بہاری، ہند) متعلم جامعہ اُمّ القریٰ مکہ مکرمہ کا، جنہیں اس قسم کے علمی نوادر اور اسلام کے مآثر کے اِحیاء و اشاعت کا شوق جنون کی حد تک ہے کہ انہوں نے حضرت الاستاذ المحترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف حفظہ اللہ کی خواہش پر اس کے مختلف نسخے مختلف کتب خانوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ نکالے اور ان سب کی مدد سے متن کی تصحیح و تحقیق کی اور پھر آیات و احادیث کی اصل مراجع دیکھ کر نہ صرف تخریج کی اور ہر آیت و حدیث اور آثار کا بقید صفحات و ابواب حوالہ درج کیا بلکہ اُصولِ حدیث کی روشنی میں تمام احادیث و آثار کے حسن و قبح اور صحت و ضعف کو واضح کیا۔ بلا شُبہ اس تحقیق و تخریج سے کتاب کی علمی اہمیت و افادیت دو چند ہو گئی ہے جس پر فاضل دوست تمام اہل علم کی طرف سے شکریے اور تحسین کے مستحق ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مکتبہ سلفیہ، جو اس سے قبل اُردو کتابوں کی اشاعت میں ایک اعلیٰ معیار قائم کر چکا ہے، اب عربی کتابوں کی اشاعت میں بھی اُسی خوش ذوقی اور روایتی معیار کا ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ چنانچہ زیرِ تبصرہ کتاب بھی دہ عربی ٹائپ میں دیدہ زیب طباعت کے ساتھ منظرِ عام پر لایا ہے۔ جس میں ایمان کی جِلا کے ساتھ اہلِ علم کے ذوقِ جمال کی تسکین کا بھی پورا پورا سامان ہے۔ زادہُ اللہ تعالیٰ فی خدمۃ العلم والدین ووفقہ وایانا لما یحب ویرضیٰ۔

مولانا محمد علیؒ اور اُن کی صحافت

تالیف:۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری
درمیانہ سائز، صفحات ۳۰۰، قیمت ۶۰ روپے
ناشر:۔ ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان۔ کراچی۔
ملنے کے پتے:۔ (۱) مکتبہ شاہد، علی گڑھ کالونی، کراچی ۱۱ ع
(۲) پاک اکیڈمی، مسجد باب الاسلام، آرام باغ۔ کراچی

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کے نام اور کام سے ملک کا علمی حلقہ خوب متعارف ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو برصغیر پاک و ہند کے اکابر و مشاہیر سے خصوصی تعلقِ خاطر اور وابستگی ہے۔ اور ان کی سوانح نگاری، ان کی علمی و دینی خدمات اور ملّی و قومی کارناموں کا تذکرہ ان کی فکری کاوشوں کا خصوصی موضوع ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد پر ان کی کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں جن کی علمی حلقوں میں خوب پذیرائی ہوئی ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب متحدہ ہندوستان کی ایک اور مشہور مسلم شخصیت اور عظیم رہنما مولانا محمد علی جوہرؔ کی شخصیت کی ہمہ جہتی خدمات میں سے ایک اہم پہلو کی تفصیل و وضاحت پر مشتمل ہے۔ اہلِ علم اچھی طرح باخبر ہیں کہ مولانا جوہرؔ مرحوم نے ایک ہفتہ وار انگریزی پرچہ "کامریڈ" اور ایک اُردو روزنامہ "ہمدرد" کے نام سے نکالا تھا۔

یہ دونوں پرچے مولانا محمد علی جوہرؔ مرحوم نے اُس دَور میں نکالے تھے، جب وسائل کی یہ فراوانی نہیں تھی جو آج اہلِ صحافت (مالکان و ملازمین) کو حاصل ہے۔ علاوہ ازیں انگریز کا دَور تھا جب کہ حق گوئی کا صلہ پرچے کی ضبطی، قید و بند کی صعوبتیں اور دار و رسن کی آزمائشیں تھیں۔

اس کتاب کے حصہ اوّل میں تو ان دونوں پرچوں کی سرگزشت (از ابتداء تا انتہاء) بیان کی گئی ہے اور اس ضمن میں مولانا محمد علی کی صحافت نگاری کا تذکرہ بھی آگیا ہے اور ان میں کام کرنے والے دیگر اہلِ قلم کا مختصر تعارف بھی۔ صحافت کی کٹھنائیوں، مالی مشکلات اور قلّتِ وسائل کے باوجود مقصد کی لگن، قومی و ملّی جذبے کی کارفرمائی اور ایثار و قربانی کی داستان بھی آگئی ہے اور قید و بند کی صعوبتوں کی تفصیل بھی۔

اور دوسرا حصّہ مشتمل ہے دونوں پرچوں کے اشاریہ (انڈکس) پر۔ یعنی اس میں "ہمدرد" اور "کامریڈ" دونوں میں شائع شدہ تمام مضامین (بشمول مقالاتِ افتتاحیہ) کی عنوان وار فہرست مُرتّب کر دی گئی ہے، جس سے اہلِ علم و تحقیق کے لئے دونوں پرچوں سے استفادہ بہت آسان ہوگیا ہے۔ اس کتاب کی تالیف و اشاعت پر بلاشبہ ڈاکٹر صاحب موصوف اہلِ علم کی طرف سے تحسین اور شکریے کے مستحق ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اطلاعات و اعلانات

طلبائے اہل حدیث (مدارس عربیہ) متوجہ ہوں

عزیزانِ گرامی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ نہایت خوش قسمت اور نیک بخت لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا سچا دین حاصل کرنے کی توفیق اور موقع عطا فرمایا ہے۔ آپ وقت کی قدر کریں اور اپنا تن من دھن حصولِ علم میں صرف کریں۔ جس طرح دنیا دار لوگ دولت اکٹھی کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں اسی طرح آپ علوم و فنون حاصل کرنے میں دن رات کوشش کریں۔ اور علوم و فنون کے خزانے جمع کریں جب آپ مدارس سے فارغ ہو کر نکلیں تو آپ تدریس، تالیف، تصنیف، خطابت اور تذکیر کے میدان میں منفرد ہوں۔ دوسری بات جو آپ کے گوش گزار کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میری ہدایت ان لوگوں کو ہوتی ہے جو میرے دربار میں جھکتے ہیں، پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ دینی علم بھی ہدایت اور روشنی ہے۔ اکثر طلباء اس کی پروا کم کرتے ہیں۔ آپ اس طرف بھی خصوصی توجہ دیں۔ آپ کی علمی استعداد اور قابلیت کے اعتراف اور حوصلہ افزائی کے لئے ہم نے قابل طلباء کو انعامات دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سال سالانہ امتحان میں جو طلباء اپنے مدرسہ میں اوّل اور دوم پوزیشن حاصل کریں گے ان سب کا امتحانی مقابلہ کروایا جائے گا۔ اس امتحان میں جو طلباء اوّل، دوئم اور سوئم پوزیشن حاصل کریں گے اُن کو انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔ اس امتحان کے لئے پرچے علماء کا ایک بورڈ تیار کرے گا اور یہ امتحان دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں آئندہ رمضان المبارک کے ایک ماہ بعد لیا جائے گا۔ نعمانی کتب خانہ لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

اوّل آنے والے طالب علم کو ایک ہزار روپے -/۱۰۰۰

دوم " " پانچ صد روپے -/۵۰۰

سوم " " دو صد پچاس روپے -/۲۵۰

مدارس عربیہ کے جو ممتحن حضرات اس مقابلہ میں طلباء کو شریک کرنا پسند فرمائیں مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں۔

دلبشر احمد نعمانی۔ مالک نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور ۲ (فون ۳۲۱۸۶۵)

اخبار الوفیات

۱۔ عبید الرحمٰن خاں شاہین دار الحدیث محمدیہ جلالپور پیروالہ کی خالہ محترمہ۔

۲۔ جمعیت اہل حدیث شام کوٹ نو کے صدر حاجی محمد اقبال صاحب

۳۔ حاجی عبد الجلیل صاحب گوجرانوالہ کی والدہ محترمہ

۴۔ مولانا محمد داؤد انور صاحب فاروق آباد (ضلع شیخوپورہ) کے بہنوئی چوہدری محمد اکبر صاحب

۵۔ ملک محمد امین اظہر فاروق آباد (ضلع شیخوپورہ) کے ناناجان مولوی ملک علی محمد صاحب۔

۶۔ مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری (ماموں کانجن) کے بہنوئی چوہدری عطاء اللہ صاحب وفات پاگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ادارہ تمام مرحومین کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور قارئین سے التماس کرتا ہے کہ سب کے لئے دُعائے مغفرت فرمائیں۔

اپیل دُعائے صحت

۱۔ مولانا عبد الجبار فانی صاحب جامع اہلحدیث (عزیز آباد) ساہیوال۔

۲۔ جمعیت اہل حدیث راولپنڈی کے امیر الحاج چوہدری محمد یعقوب صاحب امرتسری۔

۳۔ محمد امین عزیز متعلم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

کے والدِ گرامی مولانا سید محمد صاحب فیروزپوری۔

قارئین الاعتصام ان تمام احباب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے صمیم قلب سے دعاء فرمائیں۔ نیز مولانا عبدالجبار ثاقب صاحب اب جامعہ محمدیہ فقیروالی سے ساہیوال منتقل ہو گئے ہیں۔ احباب ان سے اسی پتے پر رابطہ قائم کریں۔

تبلیغی کانفرنسیں اور جلسے

۱۔ سالانہ کانفرنس جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۸۴ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار۔ مفصل اشتہار عنقریب شائع ہوگا۔

۲۔ مدرسہ تعلیم القرآن بگھڑیں ضلع ملتان کا سالانہ تبلیغی جلسہ ۹-۱۰ مارچ ۱۹۸۴ء بروز جمعہ۔ ہفتہ

۳۔ چوتھویں سیرت النبی کانفرنس حیدرآباد سندھ ۹ مارچ ۱۹۸۴ء جمعۃ المبارک (۱/۲-۱۲ تا ۶ بجے شام) بمقام جناح ہال بلدیہ فوجداری روڈ۔ حیدرآباد ● اسی دن خواتین کی کانفرنس (صبح ۱/۲-۸ تا ۱/۲-۱۲ بجے)

سیکنڈری سکولوں اور کالجوں کے طلباء و طالبات کے قراءت کے مقابلے اور انعامات کی تقسیم ہوگی۔ (حکیم محمد اسحاق اصغر سلفی)

۴۔ مجلس علماء گوجرانوالہ کا ماہانہ علمی اجلاس دفتر جمعیت اہل حدیث چوک اہل حدیث میں ۳ مارچ بروز ہفتہ بعد نماز عشاء منعقد ہوگا جس میں حافظ محمد عباس انجم آمین بالجہر کے عنوان سے مقالہ پیش کریں گے۔

انتخابات

(۱) مدرسہ تعلیم القرآن فردوسیہ اہلحدیث چک ایس پی ضلع ساہیوال

صدر: جناب مولانا محمد شریف صاحب۔ نائب صدر: صوفی

ثناء اللہ مجاہد۔ ناظم اعلیٰ: عبدالرشید عابد۔ نائب ناظم: لیاقت علی۔

(۲) جمعیت اہل حدیث ضلع قصور

نائب امیر: مولانا محمد صدیق گہنی متھاڑ۔ ناظم: حاجی عبدالرشید اصغر ڈھولن متھاڑ۔ نائب ناظم: پروفیسر غلام حسین آف ملونڈی ناظم تبلیغ: مولانا محمد ابراہیم خادم قصوری۔ ناظم نشر و اشاعت عطاء اللہ ظفر کنگن پوری۔ ناظم تعلیمات: مولانا محمد شفیع صاحب آف چھانگا مانگا۔ ناظم مالیات: چوہدری عبدالمنعم آف عثمانوالہ۔

(۳) جمعیت اہلحدیث فقیروالی ضلع بہاولنگر

۱۔ سرپرست شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب۔
۲۔ امیر: محمد منیر خان جوئیہ۔ ۳۔ نائب امیر حاجی محمد علی صاحب
۴۔ ناظم: مہتمم مدرسہ (۵) خازن۔ ماسٹر فقیر محمد صاحب

(۴) مدرسہ حفظ القرآن والحدیث ۹/۶۸-اے ایل ضلع ساہیوال

امیر: حافظ محمد اختر ندیم۔ نائب امیر: حافظ راؤ ظہیر احمد ناظم: مفتی محمد سرور صاحب۔ نائب ناظم: محمد اسلم کاظم خزانچی: ممتاز احمد عابد۔ ناظم تبلیغ: حافظ محمد حسین فاروقی

(۵) جمعیت شبان اہل حدیث (رجسٹرڈ) گجرات

سرپرست: مولانا عنایت اللہ صاحب: صدر: عطاء اللہ بھٹی صاحب، نائب صدر: عبدالقیوم ہاشمی صاحب ناظم اعلیٰ: فیض اللہ صاحب، نائب ناظم: حافظ محمد حامد صاحب: ناظم نشر و اشاعت: محمد انور صاحب کمبوہ رچنددی۔ خازن: چوہدری محمد حسین صاحب۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجیے

خادم مسجد کی ضرورت

حافظ محمد اسماعیل ذبیح مرحوم والی مرکزی مسجد میں سلفی موحد تبع سنت، تجربہ کار خادم مسجد چاہیئے۔ تنخواہ رہائش وغیرہ کا معقول انتظام ہوگا۔

(حاجی خدا بخش صاحب ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہلحدیث جامع مسجد روڈ، راولپنڈی شہر)

وی پی وصول کرنا جماعتی ذمہ داری ہے

مدت خریداری ختم ہونے پر رسالہ زرتعاون نہ بھیجنے والے احباب کو وی پی بھیجا جا رہا ہے اسے وصول کرنا آپ کی جماعتی ذمہ داری ہے۔ نیز پرچے پر پانچ پیسے کا ٹکٹ ڈاکخانہ کے اصول کے مطابق ہے۔ زائد وصول کرنے والے ڈاکیوں کی شکایت متعلقہ پوسٹ ماسٹر سے کریں۔

(مینیجر الاعتصام)

مسجد اہل حدیث کے لئے تعاون کی اپیل

چاہ شاہلی والا غازی گھاٹ روڈ ڈاکخانہ چورہٹہ ڈیرہ غازی خان میں ضلعی نائب امیر مولانا محمد اسحاق صاحب کی زیر تولیت مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ کمرہ مکمل ہے۔ برآمدہ۔ حجرہ اندر باہر کا پلستر و فرش وغیرہ کا کام باقی ہے۔ مخیر حضرات مولانا محمد اسحاق صاحب مذکور کے نام اور پتے پر زرتعاون بھیج کر ممنون فرمائیں (محمد یٰسین راہی ناظم ونشر واشاعت جمعیۃ اہلحدیث ضلع ڈیرہ غازی خان)

درخواست دعائے صحت

حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی صحت بحمد اللہ پہلے سے کافی بہتر ہے مگر تا حال نقاہت باقی ہے احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے اپنی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں (ادارہ)

بقیہ : اداریہ

دیتی ہیں۔ اور نوجوانوں میں سفلی جذبات ابھارتی رہتی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

حکومتِ وقت جس کو اسلام کے نفاذ کا دعویٰ ہے، اس کا فرض ہے کہ کم از کم موسیقی کے سیلاب کے آگے بند باندھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے حیا کھائے۔ "میں گانے بجانے کے آلات کو توڑنے کے لئے بھیجا گیا ہوں" اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن "انجمن سسٹرز" کی دی ہوئی "روحانی غذا" شجر زقوم میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس لئے آج وقت ہے کہ سب سے پہلے ان فنونِ لطیفہ کو تعلیمی اداروں سے یک قلم ختم کیا جائے اور "شاہین بچوں کو" خاکبازی کے سبق سے بچایا جائے۔ فَہَلْ مِنْ مُدَّکِر !!

WEEKLY AL-AITISAM LAHORE
R. L. No.
5523